فدیہ وقضا
قضا شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، سجدۂ تلاوت کی تلافی کی صورتیں
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف اِن پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائدِ اعظم۔ لاہور پوسٹ بکس نمبر 2074 پوسٹ کوڈ 54000

فون: 042-6373310 فیکس: 042-6370371

انجمن احیاءُ السُّنّہ

نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور پوسٹ کوڈ 54920 فون: 042-6551774

نگران اشاعت | ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

رہائش ۳۲۔ راجپوت بلاک، نفیر آباد باغبانپورہ، لاہور۔

فون: 042-6551774 موبائل: 0300/0321/0334/0313-9489624

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فدیۂ قضاء کے اہم موضوع پر فقیہ العصر حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہٗ کا یہ مضمون برادرِ عزیز مولوی خلیل احمد تھانوی سلمہٗ نے حضرت مفتی صاحب سے ضبط کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا تھا۔ اس موضوع پر اُردو زبان میں اتنا مفصل رسالہ نظر سے نہیں گذرا عام طور پر لوگ اس کی اہمیت سے واقف نہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا احسان ہے کہ ان اہم فقہی مباحث کو آسان زبان میں مرتب فرما دیا۔

یہ رسالہ پہلے جامعہ دار العلوم الاسلامیہ کی طرف سے بہت سادے انداز میں دو[۲] مرتبہ شائع کیا گیا۔

اب ہمارے محترم بزرگ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب اس وقیع[1] رسالہ کو اس کی اہمیت اور شان کے مُطابق نہایت خُوبصورت انداز سے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ متصل چڑیا گھر لاہور کی طرف سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ میرے لِئے یہ بات انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ اس اہم فقہی رسالہ کو اس کی شان کے مُطابق شائع کیا جا رہا ہے۔ میں اِس خدمت پر تہہ دِل سے ڈاکٹر عبد المقیم صاحب کو مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ انکی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر عام و تمام فرمائیں اور تمام مُسلمانوں کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

والسلام

(شیخ الحدیث حضرت مولانا) مشرف علی تھانوی (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

(مہتمم) خادم جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

۲۹۱ کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

---

[1] وقعت رکھنے والا۔ ذی وقار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مُبَسۡمِلًا وَّمُحَمۡدِلًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا۔

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں اقسام کی نعمتوں سے اس دُنیا کو آراستہ کرنے کے بعد جو انسان کو اس میں بھیجا تو وہ بلا مقصد نہیں ہے بلکہ خود اس کا مقصد بیان کر دیا کہ

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ۔

ترجمہ: "ہم نے جنّوں اور انسانوں کو صِرف عبادت کے لِئے پیدا کیا"۔

اور اس مقصد کے حصُول کے لئے ایک مدّت متعیّن کر دی جس کا عِلم سِوائے اللہ کے کسی کو نہیں کہ اس کو کتنی مدّت ملی ہے یعنی اس کی کتنی عمر ہے جس میں اُسے یہ فرائض سرانجام دینے ہیں اور جب وہ اپنی عمر پوری کر کے اس دار فانی سے جائے گا تو اس سے یقیناً سوال ہو گا کہ ہم نے تمھیں اتنی عمر دی تھی تم نے اس میں کون کون سی عبادات سرانجام دیں۔

اس لِئے ہر شخص کے ذمہ یہ لازم ہے کہ اس پر جتنی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ قُربانی، فطرہ، سجدۂ تلاوت اور انسانی قرض وغیرہ عبادات فرض ہیں۔ ان سب کو اپنی زندگی میں پورا کرے تاکہ آخرت کے سوال جواب اور عذاب سے بچ سکے۔

اگر اب تک ان کی ادائیگی نہیں کی تو فوراً ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو اور جو ادا ہو سکتی ہیں ان کو ادا کرے اور اس میں تاخیر کی اللہ سے مُعافی مانگے اور جو قضاء ہو گئی ہیں ان کی بھی قضا کرے اور ان میں تاخیر کرنے کی اللہ تعالیٰ سے مُعافی کا خواستگار ہو۔

عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ عبادات جن کے لِئے کوئی وقت

مقرر نہیں۔ زندگی میں جب بھی انسان ان کو ادا کرے وہ ادا ہی ہوں گی۔ جیسے زکوٰۃ، سجدۂ تلاوت، انسانی قرض اور حج۔ یہ تو جب بھی ادا کریں گے قضا نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہوں گی۔ مثلاً اگر دس سال سے صاحبِ نصاب ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور ادا نہیں کی تو اگر آج دس سال کی اکٹھی ادا کرتا ہے تو وہ اَدا ہی شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر حج فرض ہُوئے دس سال ہو چکے ہیں یا پچاس سجدۂ تلاوت واجب ہیں یا دس سال سے کسی کی رقم قرض لی ہُوئی ہے اب تک نہیں دی اور آج ان کی اَدائیگی کرتا ہے تو یہ قضاء نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہونگی۔

دوسری قسم ان عبادات کی ہے جن کے لئے اللہ نے ایک وقت مُقرر کیا ہے۔ اس وقت کے اندر اندر ان کو ادا کرنا ہے اگر وہ وقت گذر جائے گا تو وہ اَدا نہیں، قضاء شمار ہوں گی۔ جیسے نماز، روزے اور قُربانی ہے، کہ اگر ان کو اپنے وقت پر اَدا نہ کیا تو یہ انسان کے ذمّہ قضاء رہیں گی تاوقتیکہ ان کی ادائیگی نہ کرلے۔ فرض کی قضاء فرض اور واجب کی قضاء واجب ہوتی ہے، اگر گذشتہ کئی سالوں سے قربانی نہیں کی ہے تو اس سال اَیّامِ قربانی میں ان کی قضاء ہو سکتی ہے اور اگر اَیّامِ قربانی میں بھی نہ کی تو دوسرے وقت میں ایک متوسط بکری فی حصّہ سے اس کی ادائیگی ہو سکتی ہے خود صَدقہ کر دیں یا کسی سے کرا دیں۔

پھر ان عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات بدنیہ اور یہ وہ ہیں جِن کی ادا یا قضاء انسان کو خود کرنی پڑتی ہے۔ جب تک اس کا جسم موجود ہے کوئی دوسرا اس کی اداء یا قضاء نہیں کر سکتا۔ جیسے نماز، روزہ اور سجدۂ تلاوت دوسرے کے ادا کرنے سے اَدا ہی نہ ہوں گے نہ زندگی میں اور نہ بعد میں۔ اگر اپنی زندگی

میں ان کی ادائیگی نہیں کی اور اب قضاء کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے تو وصیّت کرنا واجب ہے کہ میرے مَرنے کے بعد میرے مال سے میری نمازیں، روزوں اور سجدہائے تلاوت کا فدیہ ادا کیا جائے پھر ترکہ تقسیم ہو، اپنی زندگی میں فدیہ بھی نہیں دے سکتا۔ صرف قضاء ہی کرنی پڑے گی۔ اگر وصیّت نہ کی تو دینا واجب تو نہ ہوگا مگر ترکہ تقسیم کرکے کوئی بالغ اپنے حصّہ سے خود ادا کر دے یا کرا دے تو فدیہ ہوسکتا ہے۔

دوسری قسم عباداتِ مالیہ کی ہے، زکوٰۃ، فطرہ، قربانی زندگی میں بھی فوت ہونے کے بعد بھی دُوسرے کے دلوانے سے اَدا ہوسکتا ہے۔ البتہ حج بدنی اور مالی عبادتوں کا مجمُوعہ ہے جو ہر انسان پر اس کی پوری زندگی میں ایک مرتبہ کرنا، اگر وہ اس کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو فرض ہے۔ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو دُوسرے سے ادا نہیں کراسکتا۔ جب تک صحت اور طاقت ہو خود ہی ادا کرنا پڑتا ہے۔ البتہ اگر عذر شرعی ہو تو دوسرے شخص سے حِج بدل کراسکتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر مرنے سے قبل اللہ نے صحت عطا فرمادی اور عذر نہ رہا تو خود اَدا کرنا ہوگا! ورنہ یہ دوسرے کا ادا کردہ حِج بدل نفلی ہوجائے گا! ور اگر صحت ہونے پر بھی خود ادا نہ کیا یا بیماری کی وجہ سے نہ جاسکا تو اس پر وصیّت کرنا واجب ہے کہ بعد وفات ترکہ میں سے پہلے میرا حجِ بدل کرایا جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔ اور حِج بدل کے لِئے اکیس شرطیں ہیں جو علماء سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ ایسے ہی ہر کسی کو حِج بدل میں نہیں بھیجنا چاہیئے۔ جب تک ان شرائط کا لحاظ رکھ کر حِج بدل نہیں کیا جائے گا' حِج بدل نہیں ہوگا۔

نماز

تمام عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے۔ مرنے کے بعد سب سے پہلے اسی کے بارے میں سوال ہو گا۔ جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

نماز کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ نماز انسان پر ہر حالت میں فرض ہے حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی۔ اور حکم ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے یا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے اور سر کے نیچے تکیہ لگا کر سر اونچا کر لیا جائے چاہے گھٹنے کھڑے کرے یا پاؤں پھیلا لے اور نماز پڑھے، اس کی نماز ادا ہی ہوگی۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر قضاء کے لئے رہنے دے۔

اس کے بعد پھر جتنی بھی صحت ہو جائے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی ہے تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر یا لیٹ کر اپنی وقتی نمازوں کے ساتھ ساتھ ان قضا شدہ کی بھی ادائیگی کی جائے گی۔ اگر طاقت آجانے کے بعد بھی نہ پڑھیں تو ان کی قضاء رہ گئی بعد میں ان کا فدیہ ہو گا اور اس کی وصیّت کرنا واجب ہے۔

اسی طرح اگر کوئی آدمی بے ہوش ہو گیا اور اس کو چھ نمازوں کا وقت گذرنے سے پہلے ہوش آ گیا تو یہ نمازیں قضا فرض ہیں بعد میں فدیہ دیا جائے اور اگر زیادہ عرصہ میں ہوش آیا تو نہ قضاء ہے نہ فدیہ۔ فدیہ ایک دن میں چھ

نمازوں کا دیا جاتا ہے۔ پانچ فرض اور ایک وتر۔ فی نماز پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت جیسا آگے تفصیل سے آ رہا ہے۔

اِس لئے ہر مُسلمان کو اس کا فکر لازم ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کی پوچھ گچھ ہوگی تو ہم حساب و عذاب سے کیسے بچ سکیں گے۔

روزہ

روزہ بھی ایک ایسی عبادت ہے جِس کی ادائیگی ہر شخص کے ذمّہ خود واجب ہے۔ کوئی دوسرا کسی کی طرف سے نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی روزہ کے بدلے فدیہ دیا جا سکتا ہے، البتہ اگر بغیر بیماری کے محض بڑھاپے کی وجہ سے اس قدر کمزوری ہے کہ روزہ رکھنے پر جان کا اندیشہ یا سخت مرض لاحق ہونے کا خدشہ ہے اور تجربہ سے یہ محسوس کر لیا ہے یا کسی متقی معالج نے بتایا ہے کہ روزہ رکھنے سے جان کی ہلاکت ہے تب ہر روزہ کے بدلے ایک غریب کو صُبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، اور اگر دینا ہو تو پونے دو کلو گندم فی روزہ یا اس کی قیمت فدیہ ہے جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے، مگر یہ روزہ رکھ سکنے والے کے لِئے نہیں ہے، نہ اس سے اس کا روزہ ادا ہو گا۔

بیماری میں چونکہ آج کل متقی معالج کا میسر آنا تقریباً ناممکن سا ہے اِس لئے روزہ رکھ کر تجربہ کریں۔ اگر جان ضائع ہونے یا شدید ترین مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو آگے چھوڑ کر قضاء کریں اور جب تک رکھنے کے قابل نہ ہوں نہ رکھیں۔ اگر اسی مرض میں موت آ گئی اور صحت حاصل ہو کر قضاء کرنے کی مہلت نہ ملی تو نہ قضاء ہے اور نہ فدیہ۔ بلکہ مُعاف ہیں۔ اور اگر اتنی طاقت حاصل ہو گئی تھی کہ روزہ رکھ سکے پھر بھی نہ رکھے تو ان کی قضاء واجب ہے، اگر

قضاء نہ کی گئی تو بعد وفات فدیہ واجب ہے اس کی وصیّت کرنا بھی واجب ہے
اس کا فدیہ وہی ایک آدمی کا پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلانا یا پونے دو کلو گندم
یا اس کی قیمت فی روزہ فدیہ دیں۔

یہ فدیہ تو خدائی قرض کی ادائیگی ہے اور قصداً وقت کو نکالنے کا گناہِ عظیم
الگ ہوگا جو بغیر توبۂ صحیحہ کے مُعاف نہ ہوگا۔ خود زندگی بھر اور مرنے کے قریب
توبہ بھی کریں۔ توبہ سے بے وقت ادائیگی کا گُناہ ہی مُعاف ہوگا فدیہ نہیں۔

اس لِئے اپنی زندگی ہی میں سب قضاء ادا کرلیں، اس کی ادائیگی کے
آسان طریقے پیش ہیں۔ ضروری پابندی سے تمام قضائیں پوری کرلی جائیں۔
ایسا نہ ہو کہ قضائیں رہ جائیں اور زندگی ختم ہوجائے۔ اس لِئے سخت اہتمام کی
ضرورت ہے۔

دولت مندوں اور طاقت والوں کا نماز، روزہ اور سجدہائے تلاوت
کو قصداً اس نیّت سے چھوڑنا کہ بعد میں فدیہ دلادیں گے سخت ترین گُناہ ہے۔
کیا اس بات کا یقین ہوسکتا ہے کہ دینے والے زندہ رہیں گے یا نہیں پھر دیں
گے بھی یا نہیں۔

آج کل بعض علاقوں میں اسقاط کا رواج ہے (اسقاط کِس کو کہتے ہیں۔
اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) جِس کے کرنے میں بہت سے گُناہ لازم آتے
ہیں، مثلاً اگر مرنے والے نے وصیّت نہیں کی کہ اس کے ذمّہ اتنی نمازیں
اور اتنے روزے ہیں جن کا فدیہ دیا جائے تو پھر بغیر اجازت وارثین اس مال
متروکہ میں سے قبل از تقسیم اسقاط کے ذریعہ فدیہ دینا ان وارثین کے مال میں ڈاکہ

ڈالنا ہے۔ اس لیئے کہ مرتے ہی تمام مال وارثین کا ہوچکا ہے اور بلا اجازت ان کے مال میں تصرف حرام ہے' اس مال کو لینے والے اور اسقاط کا عمل کرنے والے سب گناہگار ہوں گے۔

اور اگر میّت نے وصیّت کردی تھی کہ مثلاً سو نمازوں اور اس قدر روزوں کا فدیہ دیا جائے تو اب اس کا نہ دینا میّت کے مال میں ڈاکہ ڈالنا ہے اور گُناہِ عظیم ہے۔ پہلے ترکہ کے ثلث حصّہ میں سے فدیہ دیا جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔

اسقاط اسی قسم کی بہت سی خرابیوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس رسم کے ذریعہ دولت مندوں کو چھوٹ دینا ہے کہ وہ جو چاہے کریں جو چاہے نہ کریں۔ اسقاط کے ذریعہ سب ساقط ہوجائے گا۔

فقہاء نے مجبوری کے وقت میں اس کی کچھ مخصوص صورتیں ذکر کی ہیں۔ جن کی تفصیل کُتبِ فقہ میں ہے اور کچھ تفصیل علامہ شامی نے عربی رسالہ میں اور مُفتی مُحمّد شفیع صاحب نے ایک اردو رسالہ میں تحریر کی ہے۔ جن کا مروجہ اسقاط سے کوئی تعلق نہیں۔

غرض ہر انسان کو اپنی زندگی میں قضا شدہ تمام نمازوں، تمام روزوں اور تمام سجدہائے تلاوت کو شمار کرکے زندگی بھر کا حساب لگا کر ادائیگی کی کوشش شروع کردینی چاہیئے۔ کُل کا حساب لگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جتنی جتنی ادا ہوتی جائیں ان کو وضع کردیں باقی کی وصیّت لکھ کر رکھ دیں کہ میرے ذمّہ اتنی نمازیں، اتنے روزے وغیرہ عبادات ہیں تاکہ وارثین اوّل ترکہ کے ثلث میں سے ان کا فدیہ ادا کریں پھر تقسیم کریں۔ اس لیئے کہ بغیر فدیہ ادا کیئے تقسیم کرنا خدائی حق میں ڈاکہ ڈالنا ہے۔

بلکہ وارثوں کو تو یہ چاہیئے کہ اگر وصیت نہ کی ہو تو بھی بعد تقسیم اپنے حصّہ سے یا خود اپنے مال سے فدیہ ادا کر کے میت کے عذاب میں تخفیف کرائیں تاکہ اس کا حق ادا ہو۔ قضاؤں کے آسان طریقے پیش ہیں تاکہ اپنی زندگی ہی میں قضاء کر لی جائیں بعد میں نہ معلوم کوئی فدیہ دے نہ دے۔

قضاؤں کے آسان طریقے

جب کسی نماز کی قضاء کرنی ہو تو اس کی نیّت میں مہینہ، دن، تاریخ اور وقت سب کا نام لینا ضروری ہے اس کے بغیر اس کی ادائیگی شمار نہیں ہوگی، لیکن جن کی بہت سی یا سب نمازیں قضاء ہیں تو سب کی تاریخ اور دن یاد رکھنا مشکل ہے اور اس کی نیّت بھی مشکل اِس لیئے اس کی اَدائیگی کے لِئے حسبِ ذیل طریقے پر نیّت کرے تو انشاء اللہ ادا ہو جائے گی۔

قضاء عمری اَدا کرنے کا طریقہ

یہ نیّت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں مجُھ سے قضاء رہ گئی ہیں ان میں سے پہلی اَدا کرتا ہوں، جب یہ ادا ہو جائے گی تو اگلی نماز پہلی بن جائے گی۔ پھر اس کی ادائیگی بھی اسی طرح ہوگی اور اس کے بعد اس سے اگلی اسی طرح سب وقت، دن، تاریخ کے اعتبار سے ادا ہو جائیں گی۔ اسی طرح ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتروں کی اداءیگی میں نیّت کی جائے۔

قضاء نمازوں کی اداءیگی کا وقت

قضاء نماز سوائے تین اَوقات یعنی عین طلوعِ شمس، عین زوال اور عین غروب کے سب وقتوں میں جائز ہے۔ ترتیب بے ترتیب سب اَدا

ہوسکتی ہے (جس کی پوری زندگی میں صرف پانچ نمازیں یا اس سے کم قضاء ہوئی ہوں تو اس کے لئے ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر ادا کرے۔ قضاء عمری والے کے لئے نہیں) نیز قضاء نماز فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہے مگر خفیہ ہو کہ اوروں کو قضاء کا علم نہ ہو اس لئے کہ قضاء کرنا گناہ تھی اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔ نماز فجر اور عصر کے بعد ادا کرنے سے اظہارِ گناہ ہے اِس لئے کہ ان دو وقتوں میں نفل مکروہ ہیں۔ ہر شخص سمجھ جائے گا کہ قضاء پڑھ رہا ہے۔ اس لئے خفیہ پڑھے جبکہ مغرب اور عشاء کے بعد یہ بات نہیں ہے۔

ادائیگی کی آسان تدبیر

ایک دن میں بہت سی نمازیں پڑھنا مشکل ہے تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ ایک دن کی قضاء رکعتوں کی کُل تعداد بیس ۲۰ ہوتی ہے۔ کیونکہ سُنتوں کی قضاء فرض نہیں گو واجب کی واجب اور سُنتوں کی قضاء سُنّت ہے، فجر کی دو، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، عشاء کی چار اور تین وتر کل بیس ۲۰ رکعت ہیں جن کی ادائیگی کے لِئے متوسط طریقہ پر کل بیس ۲۰ منٹ درکار ہیں جو چوبیس گھنٹے کا گویا صِرف بہترواں حصّہ ہے۔ اس لئے اگر صُبح سے دوپہر تک یا عشاء کے بعد سے صُبح تک کسی وقت بھی یہ بیس ۲۰ منٹ صِرف کر لیں تو سب نمازیں ادا ہو جائیں۔

دوسری ترکیب

یہ ہے کہ ہر نماز سے قبل یا بعد میں جو وقت مکروہ نہ ہو ایک قضاء پڑھ لیں۔ سب آسانی سے ادا ہو جائیں گی۔

تیسری ترکیب

یہ ہے کہ ان بیس ۲۰ رکعات کی تین قسطیں کر لیں۔ فجر اور

ظہر کی چھ رکعت بعد ظہر اور عصر مغرب کی سات بعد مغرب اور عشاء و وتر کی سات بعد عشاء کل بیس ۲۰ ہوگئیں اور ہر نماز کے بعد صرف سات سات منٹ زائد صرف ہوتے۔ خوب سوچ لیجئے کہ ایسے ادا کرنا آسان ہے ورنہ مرنے کے وقت کیا خبر ہم وصیت کرسکیں یا نہ کرسکیں۔ جیسے ایکسیڈنٹ یا ہارٹ فیل وغیرہ میں بہت سی بار ہم وصیت نہیں کر سکتے۔ ورنہ عدم ادائیگی کی صورت میں عذاب سر لینا ہوگا اور اگر وصیت کر بھی دی تو کوئی دے نہ دے اور پھر سب عذابات بھگتنے پڑیں۔ اس لئے خود ہی ادا کر دی جائیں تو اطمینان ہے۔

قضا روزوں کی ادائیگی کا طریقہ

ایک سال کے روزے اگر قضا ہوں تو یا تیس ہوں گے یا انتیس جتنے سالوں کے بھی ہوں احتیاطاً تیس تیس کا حساب لگا کر صرف چند دن میں یوں کر لیں کہ ہفتہ میں جو دن چھٹی کا ہو وہ تو سیر و تفریح اور کھانے پینے کا ہے البتہ جو دن کام کے ہیں ان میں فی ہفتہ ایک یا دو دن مقرر کر لیں۔ روزہ کی قضاء کے لئے۔

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ

اکثر حفاظ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی سے غافل ہیں۔ آیت سجدۂ تلاوت کی اور سجدہ نہیں کیا۔ اسی طرح بے شمار سجدے ان پر واجب ہوگئے ہیں۔ اگر زندگی میں ادا نہ کئے تو بعد مرنے کے فدیہ دینا پڑے گا۔

چونکہ ان کی ادائیگی کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے یہ جب بھی ادا کئے جائیں گے ادا ہی شمار ہوں گے اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز

کے ساتھ غیر مکروہ وقت میں تین سجدے سجدۂ تلاوت کی نیّت سے کرلیا کریں۔
اس سہولت سے گرفت و سزا سے بچ سکتے ہیں بلکہ فدیہ سے بھی۔

واجبات

وہ عبادات جن کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر نہیں ہے۔ اگر اپنے وقت پر ادا نہیں کی ہیں تو اب ادا کریں۔ وہ قضاء نہیں بلکہ ادا ہی ہوں گی۔ البتہ وقت سے تاخیر کرنے کا گناہ ہوگا۔ اس کے لئے توبہ کریں جیسے صدقہ فطر، قربانی کی کھال کی قیمت ہے، قسم ٹوٹ جانے کے کفارے وغیرہ اگر اب تک ادا نہیں کئے تو فوراً ادا کریں۔ یہ ادا ہی شمار ہوں گے۔ آگے تفصیل سے ان کی تعداد و مقدار آرہی ہے۔

فدیوں کے طریقے اور مقداریں

سب سے بڑا فدیہ نماز کا ہے۔ کیونکہ نمازیں ایک دن کی چھ ۶ ہیں پانچ فرض اور وتر واجب، اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ہے۔ چھ نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس کلو گندم یا اس کی قیمت ہوتی اور مہینہ کے احتیاطاً تیس دن کے ۳۱۵ (تین سو پندرہ) کلو گویا سات من پینتیس کلو گندم بنے پھر اس کو بارہ ماہ کے لئے بارہ سے ضرب دیں تو ۸۸ من ۲۰ کلو گندم ہوتے ہیں یہ صرف ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ہے۔

اب جتنے سال کی نمازیں رہ گئی ہوں ان کو اتنے سے ضرب دے کر معلوم کیجئے کہ کتنے من گندم اور کتنے لاکھ روپے بنتے ہیں۔

فرض کیجئے اگر دس سال کی نمازوں کا فدیہ گندم سے ادا کرنا ہے تو
۲۰ - ۸۸ ضرب ۱۰ = ۸۸۲۔ آٹھ سو بیاسی من گندم ہوگی۔

اگر وارث لوگ بہت بھی ہوئے تو بھی یہ اتنی کثیر رقم بنتی ہے کہ ان کے لئے بھی اس کو برداشت کرنے کی کم ہی اُمید ہے اور شاید ہی وہ اس کو ادا کر سکیں۔ اس لِئے ہر مرد اور عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قضا نمازوں کی ادائیگی کی خود ہی فکر کریں۔

اور روزوں کا فدیہ گو اس سے کم ہو گا لیکن نمازوں کے ساتھ مِل کر تو وُہ بھی کثیر رقم بن جائے گی۔ خیال کیجئے اگر اس کے مُطابق ترکہ نہ ہوا تو فدیہ کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔

سجدۂ تلاوت

بعض فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ایک سجدہ کا فدیہ پونے دو کلو گندم ہے اس کا حساب اور اس کی قیمت بھی لگا لیں اور پھر سوچیں کہ آپ کے بعد آپ کی وصیّت سے یا بغیر وصیّت یہ سب کون ادا کر سکتا ہے اس لئے زندگی ہی میں ان کی قضاء کر کے ان سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ آخرت کے عذاب سے بچاؤ اسی صورت میں ممکن ہے۔

فدیہ وغیرہ ادا ہونے کی شرطیں

اللہ تعالیٰ کے لئے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ سب صَدقہ ہے اس کی کئی قسمیں ہیں :- (۱) فرض، (۲) واجب، (۳) سُنّت یا مستحب، (۴) نفل۔ ان میں سے فرض و واجب کی ادائیگی کے لیے دس شرطیں ہیں۔ جب تک ان شرائط کا لحاظ رکھ کر ادا نہیں کریں گے ادائیگی درست نہیں ہوگی۔

فرض صَدقات حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) عشر کی ادائیگی، کھیت یا باغ کی پیداوار میں سے اگر پانی بلا قیمت، بلا محنت ہو، محض بارش یا زمین کی نمی سے ہو تو پیداوار کا دسواں حصہ یعنی عشر دینا فرض ہے اور اگر پانی قیمت یا محنت یا دونوں سے ہو جیسے نہر کا، ٹیوب ویل کا بڑے ڈول یا بیلچہ سے دیا ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ دینا فرض ہے، جو کچھ بھی پیدا ہو غذا وغیرہ میں سے۔

(۲) زیور کی زکوٰۃ : سونے چاندی اور نقد رقم میں سے چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔

(۳) جانوروں کی زکوٰۃ : اسی طرح وہ جانور جو خود رو گھاس کھا کر پرورش پائیں اور محض اون گوشت یا دُودھ کے لیئے پالے جائیں۔ اونٹ، بکری، گائیں وغیرہ تو ان میں ان کے قاعدے کے مُطابق زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ جس کی تفصیل خط سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ تجارتی مال پر بھی چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا فرض ہے (زکوٰۃ کی تفصیلات کے لیئے کتاب "اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام" ملاحظہ فرمائیں)

دوسری قِسم صدقات واجبہ کی ہے، جیسے فطرہ، فدیہ، کفارہ، قربانی کی کھال کی قیمت، اور نذر و منت۔ ان فرض و واجب صَدقات کی اَدائیگی کے درست ہونے کے لیئے دس شرطیں ہیں۔ ان کا خیال رکھ کر ادا کی جائیں گی تو ادائیگی درست ہوگی ورنہ نہیں۔

وہ دس شرطیں یہ ہیں

(۱) اس کو دیں جو مُسلمان ہو، صاحبِ نصاب نہ ہو۔ صاحبِ نصاب کی

تفصیل علماء سے معلوم کریں۔

(۲) جو سیّد نہ ہو، اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا میل کچیل ہے۔ سیّد کو دینا اس کی اہانت ہے۔

(۳) دینے والے کی اصل یا نسل نہ ہو۔ (یعنی جن کی یہ اولاد ہے یا جو اس کی اولاد ہیں۔)

(۴) واجب النفقہ نہ ہو، جیسے بھتیجا، بھتیجی جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ اس لئے کہ اس کا نفقہ چچا کے ذمّہ واجب ہے۔ اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۵) دینے والے کی بیوی نہ ہو اور دینے والی کا خاوند نہ ہو۔

(۶) وہ نہ ہو جو مالک نہ بن سکے جیسے مردہ کے کفن میں۔

(۷) مسجد، مدرسہ، اداروں کی عمارات وسامان نہ ہو۔

(۸) کسی خدمت یا کام کا عوض نہ ہو، جیسے امام، موذن، مدرس یا مُلازم کی تنخواہ نہ ہو۔

(۹) یہ دینا مالک بنا کر ہو عاریۃً نہ ہو۔

(۱۰) نوٹ نہ ہو سکّہ یا مال ہو۔ نوٹ، ٹکٹ، کارڈ، لفافے، چیک، ڈرافٹ ریل اور جہاز کے ٹکٹ وغیرہ رسیدیں ہیں مال نہیں۔ اگر یہ کسی کو زکوٰۃ میں دے دیے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

حجِ بَدل

اسلام کے پانچ فرائض میں سے پانچواں فرض حج بیت اللہ ہے۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جس کو حج سے کوئی سخت بات، یا جابر حاکم، یا روکنے والا مرض نہ ہو اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو

چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا چاہے عیسائی ہو کر مرے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲)
یعنی کافروں کے مثل ہے۔ اس حدیث مُبارکہ سے معلوم ہوا کہ حج اتنی اہم عبادت ہے کہ جان بوجھ کر بلا وجہ اس کے ترک کرنے والے سے سلبِ ایمان کا خطرہ ہے۔

فرضیتِ حج

جِس مُسلمان مرد کے پاس ایّام حج میں روزمرہ اور اپنے بیوی بچّوں کے اتنے خرچ سے بچ کر کہ جس میں اس کے بیوی بچے اس کے سفرِ حج سے واپسی تک اپنا گذر کر سکیں، اتنے پیسے ہوں کہ جن میں مکّہ مکرّمہ تک جانے آنے، ٹھہرنے اور کھانے کا خرچ ہو سکتا ہو اس پر حج فرض ہے اور عورت کے پاس اس کے محرم کا خرچہ ہو تو اس پر حج فرض ہے۔ اس لئے اپنے سب اعزاہ کی تحقیق کیجئے کہ کس کس پر حج فرض ہو چکا تھا اور وہ اس فریضہ کی ادائیگی سے قبل ہی اس دُنیا سے رخصت ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے تارک حج پر سخت وعید معلوم ہو رہی ہے۔

نیز غور کیجئے کہ پہلے زمانہ میں جبکہ پانی کے جہاز، اونٹ اور گدھوں پر سواری ہوتی تھی مکہ شریف جانے آنے کے کُل اخراجات صرف سو (۱۰۰) روپے میں ہو سکتے تھے۔ یقیناً ہمارے بہت سے عزیز ایسے ہوں گے جن کے پاس اتنی رقم ضروریات روزمرہ سے فاضل ہوگی۔ خاص کر عورتیں کہ جو جہیز کے زیور اور رقم کی مالک ہوتی تھیں اور پھر بھی ان لوگوں نے حج نہیں کیا تو ان پر کتنا سخت عذاب ہو رہا ہوگا۔

اپنی کم علمی یا غفلت کی وجہ سے اگر وہ اس فریضہ کو اپنی زندگی میں ادا کرنے سے

قاصر رہے ہیں تو یہ ہماری ذمّہ داری ہے کہ ہم ان کی طرف سے حجِ بدل کرا کر انہیں اس عذاب سے نجات دلائیں، کیونکہ آج ہم جس عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور طویل و عریض کاروبار، بیش قیمت مکانات اور جائیدادوں کے مالک بنے ہوتے ہیں۔ اپنے والدین ہی کی بدولت تو ہیں کہ ان کی وراثت سے لاکھوں کروڑوں کے مالک بن گئے جن کی بدولت ہم عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ آخرت میں عذاب میں مُبتلا ہوں کیا ہمارے خون سفید ہو گئے کہ ہمیں ایک مرتبہ بھی یہ خیال نہیں آتا کہ اپنے ان اعزہ کو ہم کس طرح عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں، آخرت میں ہم انھیں کیا مُنہ دکھلائیں گے۔ اس لئے ہمیں اپنی پہلی فرصت میں ان کی طرف سے حجِ بدل کرانے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ چاہے اُنھوں نے وصیّت نہ بھی کی ہو۔

حجِ بدل کا طریقہ علماء سے معلوم کرلیں۔ اس لئے کہ اس کے لِئے کچھ شرائط ہیں جن کے بغیر حجِ بدل نہیں ہوتا۔

ابھی تو بتانے والے علماء ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو پھر کوئی بتانے والا بھی نہ رہے۔

اگر پوری رقم میسر نہیں ہو رہی یا بہت ہی کم ہے تو اس کی تدبیر بھی خط سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

پہلی فرصت میں اَپنے اعزہ کی طرف سے حج بدل کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ ان کا ہم پر حق ہے۔

کفّارے

بعض جُملے یا بعض کام اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس

پر کچھ جرمانہ عائد ہوتا ہے۔ جس کو کفّارہ کہتے ہیں۔ جس کی ادائیگی فرض ہے۔ اگر اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کی وصیّت کرنا ضروری ہے، اور تہائی مال سے اوّل ان کی ادائیگی کی جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔ اگر وصیّت نہیں کی تو ضروری تو نہیں لیکن ورثہ کو چاہیئے کہ اپنے بزرگوں کی طرف سے اب ادا کر دیں تاکہ وہ عذابِ آخرت سے بچ سکیں۔

کفّارۂ قسم

اگر کسی نے خُدا کی قسم کھائی تھی کہ ایسا کروں گا پھر نہیں کیا تو قسم کا کفّارہ فرض ہے کہ دس غریبوں کو صُبح شام پیٹ کر کھانا کھلائیں۔ اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھیں۔

وہ کفّارہ جس کی اَدائیگی سے قبل بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے

اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ تو مُجھ پر ماں کے جسم کی طرح حرام ہے تو اس سے اس وقت تک صحبت حلال نہ ہوگی جب تک ساٹھ غریبوں کو بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھلائیں۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفّارہ

اگر فرض روزہ میں قصداً صحبت کر لی یا کچھ جان بوجھ کر کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، اس پر کفارہ واجب ہے۔ یعنی ساٹھ روزے مُسلسل رکھنے فرض ہیں۔ اگر بہت کمزوری یا بیماری کی وجہ سے مسلسل روزے نہ رکھ سکیں تو ساٹھ غریبوں کو صُبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں۔ اگر ایسا ہو گیا ہو اور وہ ادا نہ ہوا ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لِئے اب ان کی طرف سے ساٹھ

غریبوں کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ اگر وصیّت کی ہے تو ان کے مال سے ورنہ اپنے مال سے ادا کریں۔

میّت کی طرف سے وارث روزہ نہیں رکھ سکتا، صرف کھانا کھلانے سے کفّارہ ادا ہو گا۔

ان کفّاروں کی ادائیگی کے لئے چونکہ کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس لئے فوری طور پر ان کو اپنی زندگی ہی میں ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ ادا نہ ہو سکے ہوں تو وصیّت کرنی چاہیئے۔

وصیّت کی صورت میں تہائی ترکہ میں سے قبل تقسیم یہ کفّارے ادا کئے جائیں گے اور اگر وصیّت نہ کی ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لئے اپنے پاس سے ان کفّاروں کی ادائیگی کرنی چاہیئے۔

قرض

قرض کی دو ۲ قسمیں ہیں۔
ایک خدائی قرض ہے اور ایک انسانی قرض۔

خدائی قرض

جیسے زکوٰۃ، عشر کھیت یا باغ کا، صدقہ فطر اپنا یا نابالغ بچّوں کا، قربانی اپنی طرف سے، فدیے، کفّارے، نذر و منّت وغیرہ۔

انسانی قرض

کسی سے رقم ادھار لی ہو، کرایہ، مہر، امانت، وغیرہ۔ ان سب کی ادائیگی ہر انسان کے ذمّہ فرض و واجب ہے۔

اپنی زندگی میں ادا کئے جائیں اور اگر وصیّت کر دی ہے تو مسائل کے موافق متروکہ مال سے۔ اگر وصیّت نہیں کی ہے تو خدائی قرض کی ادائیگی واجب تو

نہیں ہے۔ البتہ اپنے پاس سے کوئی ادا کر دے تو عذاب سے نجات کی اُمید ہے۔

اور انسانی قرض کا اگر ثبوت ہے تو ترکہ میں سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا بعد میں ترکہ تقسیم ہوگا اور اگر ثبوت نہ ہو تو احتیاطاً اپنے پاس سے دینے سے بھی ادا ہو جائے گا۔

رِواجی اسقاط

ایک رسم یہ پڑی ہوئی ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کے ذمّہ بہت سی نمازیں، روزے، قسم کے کفارے وغیرہ ہیں جن کا فدیہ لاکھوں روپے بنتا ہے، جس کو میّت کے مال سے ادا کرنا مشکل نظر آتا ہے یا کرنا نہیں چاہتے یا فدیہ زیادہ ہوتا اور رقم کم ہوتی ہے تو اس صورت میں ایک رواج دیا ہے جس کا نام اسقاط رکھا ہے۔ اس کی یہ صُورت کی جاتی ہے کہ ایک قرآنِ پاک لیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ نقد رقم رکھی جاتی ہے۔ پھر ایک حلقہ بنایا جاتا ہے اور ایک شخص اس رقم اور قرآن پاک کو لے کر یہ کہتے ہُوئے کہ یہ میّت کی طرف سے فدیہ ہے دوسرے کو دیتا ہے وہ تیسرے کو یہ کہہ کر کہ یہ میّت کی طرف سے فدیہ ہے دے دیتا ہے اور پھر تیسرا چوتھے کو۔ اسی طرح پورے حلقے میں اس کو گھمایا جاتا ہے اور آٹھ دس آدمیوں کا دورہ کر کے وہ رقم صدقہ کر دی جاتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ میّت کی عمر بھر کی نماز روزہ اور سب گناہوں کا فدیہ ہو گیا مگر یہ صحیح نہیں اس سے تو یہ خطرہ ہو گیا ہے کہ ہر شخص جو چاہے گناہ کر لے اور پھر تھوڑی سی رقم سے حیلہ اسقاط کرا دے تو سب گناہوں سے بچ جائے گا۔ اس میں بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں اور یہ بہت سے گُناہوں کا مجمُوعہ ہے۔ علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

عربی رسالہ اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اردو کے رسالہ میں اس کی برائیاں بیان کی ہیں۔ اس سے بچنا اشد ضروری ہے۔ فدیہ جتنا بنتا ہے پورا پورا ہی دینا چاہیئے۔ علماء نے جو حیلہ اسقاط لکھا ہے جس پر اس رواجی اسقاط کو قیاس کیا جاتا ہے وہ اور چیز ہے جو اشد ضرورت میں اپنی شرطوں کا لحاظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔

خطرہ ہر شخص کو اس بات کا یقین تو پہلے سے ہے کہ معلوم نہیں موت کب آجاتے۔ ایک سانس آجانے کے بعد دوسرے کا یقین نہیں کہ آئے گا بھی یا نہیں۔ اس لئے تمام کاموں کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیئے۔

آج کل تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں۔ ہارٹ اٹیک، دماغ کی رگ پھٹ جانا اور ایکسیڈنٹ کی صورت میں کثرت اموات روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں اس لئے اپنی زندگی ہی میں آخرت کے عذاب سے بچاؤ کا انتظام ضروری ہے تاکہ پاک صاف دُنیا سے جانا ہو، نہ معلوم بعد میں وارث کچھ کریں یا نہ کریں اور صحیح طریقہ سے کریں یا غلط طریقہ سے۔

ایصالِ ثواب یعنی اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو پہنچانا شرعاً بھی درست ہے عقلاً بھی۔ ہم اپنی تنخواہ دوسرے کو دینے کو کہہ دیں تو سب درست مانتے ہیں۔ اگر اپنی مزدوری دوسرے کو دلا دیں تو سب جائز رکھتے ہیں۔

اسی طرح نفل عبادات، نفل نمازیں، نفلی روزے، نفل صدقہ خیرات،

کسی کے نام سے وقف مالی وجانی، غرض سب عبادتوں کے لئے اللہ سے یہ عرض کرنا کہ فلاں کو اس کا ثواب دے دیں درست ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قربانی کر کے عرض کیا ہذہ لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے) یہ ایصال ثواب موجودہ اور آئندہ آنے والے سب لوگوں کے لئے تھا۔

اس سے موجودہ کی واجب قربانی معاف نہیں ہوئی البتہ اس کا ثواب ملتا ہے اس لئے درست ہے۔

اسی طرح التحیات کی دعا کو فرمایا ہے کہ سب صالحین کو پہنچتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسا ہے کہ دو رکعت مسجد قبا میں پڑھ کر کہہ دے یہ ابوہریرہؓ کے لئے ہیں۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر نفل عبادت کرنے کے بعد اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو وہ اس کے لئے ہو جائے گی۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے" جو نیک طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور قیامت تک جو اس پر عمل کرے گا اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا اور اس کے ثواب سے کمی نہ ہوگی"۔

اس سے معلوم ہوا کہ برابر پورا ثواب ملتا ہے تقسیم ہو کر نہیں ملتا۔ اس لئے اپنے بزرگوں کو ہر نیک نفل عمل کا ثواب بخشا کریں تو ان کا حق ادا ہوگا اور خود کو بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں" بخل نہ کرو سب مسلمانوں کو بخشا کرو" اس طریقہ پر بزرگوں کا حق آسانی سے ادا ہو سکتا ہے اور اپنا بھی کام بنتا ہے۔

وقف

ہر شخص یہ چاہا کرتا ہے کہ میرے پاس آمدن کی ایسی صورت ہو جس سے مجھے ہر وقت آمدنی ہوتی رہے، مجھے کچھ کرنا نہ پڑے۔

اس مقصد کے لیئے جائیدادیں بنائی جاتی ہیں، کاروبار، کمپنیوں کے حصّے، کارخانے اور فیکٹریاں لگاتے ہیں، اس سب کے باوجود کسی کو ساری عمر اس کی آمدنی ملتی ہے کسی کو کچھ عرصہ تک۔

اسی طرح آخرت کے لیئے بھی ایسے کاموں کی ضرورت ہے کہ ہم کچھ کریں نہ کریں ان کا ثواب ہمیں ہمیشہ ملتا رہے۔ اس کے لیئے باقیات صالحات اعمال کی ضرورت ہے۔ یعنی ایسے کاموں کی ضرورت ہے کہ جن کا ثواب مرنے سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی ہمیں ملتا رہے۔ خصوصاً آخرت میں کہ جو دار العمل نہیں ہے۔

چنانچہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کو یا اس کے والدین اور اعزہ کو یہ ثواب ہمیشہ ملے تو اس کے لئے ایسے اوقاف قائم کرنے چاہییں جن کا ثواب ان کو ہمیشہ ملتا رہے۔

اوقاف میں سے سب سے اہم وقف تو مسجد کا بنانا ہے، جب تک مسجد قائم رہے گی جتنے لوگ نماز پڑھیں گے بنانے والے کو ثواب ملتا رہے گا چاہے وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو۔

اسی طرح قبرستان، خانقاہیں اور دینی مدارس کا قیام ہے کہ جن سے ایسے علماء پیدا ہوتے ہیں جو ہزاروں لاکھوں کا دین درست کرتے ہیں۔ ان کے اس عمل کا ثواب اس بنانے والے کو بھی ملتا رہے گا۔ اس لیئے جو بھی جائیداد کسی دینی کام کے لیئے وقف کی جائے گی اس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے گا۔ ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق جہاں تک ہو یہ سلسلہ قائم کرنا چاہیئے تاکہ اس کے لیئے ہمیشہ ہمیشہ کے ثواب کا سامان ہو جائے۔

فقط واللہ اعلم

مفتی اعظم پاکستان (حضرت مولانا) جمیل احمد تھانوی (نوّر اللہ مرقدہٗ)

مفتی جامعہ اشرفیہ وصدر ادارہ اشرف التحقیق دار العلوم الاسلامیہ لاہور
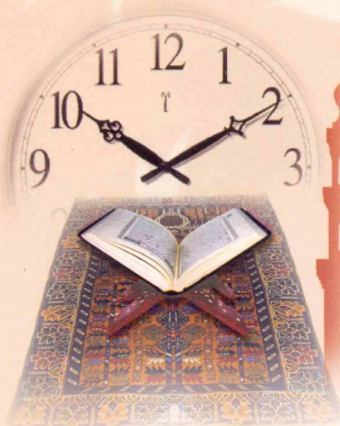
فکرِ وں سے دور، غم سے ہے بیگانہ آج کل
ہر وقت ہے تصوّر جانانہ، آج کل
مجذوب اب گزار عبادت میں عمر تُو
واجب ہے تجھ پہ سجدہ شکرانہ، آج کل
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

ہوش میں مجذوبؔ آ، ہشیار ہو

حد سے گزری غفلت اب بیدار ہو

عمر سی انمول شئے ضائع نہ کر

آخرت کے واسطے تیار ہو

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 54000

پوسٹ کوڈ نمبر: 2074 فون: 6370371, 6073310 -042

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

32 - راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54920

فون: 042 - 6861584-6551774, 0300-9489624